بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كَمْ سَجْدَةً فِى الْقُرْآنِ

مرتبہ

مبلغ اسلام:- عبدالحمید

پتہ
راشد لائبریری
مسلم روڈ، کمبوہ محلہ
شہدادکوٹ سندھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کَمۡ سَجۡدَۃً فِی الۡقُرۡآن

قرآن مجید میں سجدہ تلاوت پندرہ (۱۵) ہیں لیکن حنفی مذہب کے ماننے والے چاہے وہ دیوبندی ہوں یا بریلوی چودہ سجدے مانتے اور کرتے ہیں پندرہواں سجدہ جو کہ سترہویں (۱۷) سپارے کے سترہویں (۱۷) رکوع سورۃ حج کی آیت نمبر ۷۸ میں جو سجدہ ہے اس سجدے کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہہ کر انکار کرتے ہیں کہ یہ سجدہ امام شافعی کے مذہب کو ماننے والوں کے لئے ہے حنفی مذہب کے ماننے والوں کے لئے یہ سجدہ نہیں ہے۔

جماعت المسلمین کا ایک ادنیٰ سا فرد ہونے کی حیثیت سے ان لوگوں سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول ﷺ یا پھر کسی صحابیؓ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ سجدہ شافعی مذہب کے ماننے والے کریں اور حنفی مذہب کے ماننے والے نہ کریں یقیناً ان لوگوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس سوال کا جواب دینے کے بجائے لوگوں کو الجھن میں ڈالنے کے لئے کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ اس سجدے کی تمام روایتیں ضعیف ہیں۔ یہ تو وہ بات ہوئی کہ سوال گندم جواب چنے۔ ہم نے سوال کیا کیا جواب کیا مل رہا ہے، ہم بات قرآن کی کر رہے ہیں اور وہ بات حدیث کی سند کی وہ حدیث کی سند تو اس وقت بتائیں جب ہم بات حدیث کی کر رہے ہوں لیکن ہم تو بات قرآن مجید کی کر رہے ہیں کہ جب قرآن مجید میں یہ سجدہ لکھا ہوا موجود ہے آپ چاہے جس ملک کا یا جس کمپنی کا بھی چھپا ہوا قرآن مجید کھول کر دیکھ لیں آپ کو یہ سجدہ لکھا ہوا ضرور ملے گا۔ اب چند روز میں لوگ حج کر کے آئیں گے تو سعودی والے ہر حاجی کو تحفے میں ایک عدد قرآن مجید ضرور دیں گے آپ ان میں سے جس قرآن کو چاہیں کھول کر دیکھ لیں تو یہ سجدہ لکھا ہوا ضرور ملے گا۔ اتنے مضبوط دلائل ملنے کے باوجود اس سجدہ کو نہ کرنے کے لئے روایت کی طرف آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سورۃ حج کے دو سجدوں والی روایت ضعیف ہے اور اس روایت کا ضعف یہ بیان کرتے

ہیں کہ اس روایت میں فلاں راوی مجہول ہے ۔اب بیچارے انپڑھ اور سادہ لوگوں کو کیا معلوم کہ مجہول کسے کہا جاتا ہے۔ مجہول اس راوی کو کہا جاتا ہے جس راوی کا حال معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کیسا شخص تھا۔ تو پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اس کی بات بھی غلط ہے حالانکہ اس شخص نے تو قرآن مجید کی تائید میں بات بتائی ہے کیونکہ سورۃ حج میں واقعہ دوسجدے آج تک موجود ہیں۔ میرا ان لوگوں سے سوال ہے کہ اگر آج بھی کوئی مجہول شخص یعنی وہ شخص جس کے کسی کو حالات معلوم نہ ہوں وہ کہے کہ قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃ نماز پڑھو تو پھر کیا تم لوگ یہ کہہ کر نماز پڑھنا چھوڑ دو گے کہ یہ بات بیان کرنے والا شخص تو مجہول راوی ہے نہیں ہر گز نہیں تو پھر اگر مجہول راوی یہ کہتا ہے کہ سورۃ حج میں دوسجدے ہیں جو کہ یقیناً ہیں تو پھر سجدے کا انکار کیوں؟ بلکہ حق بات تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی بات کہنے والا راوی مجہول ہونا تو ایک طرف اگر کذاب راوی بھی ہو تو یہ کہہ کر مان لینا بھی سنت رسول ﷺ ہے کہ راوی تو کذاب ہے لیکن اس نے بات حق کی کہی ہے اس کا ثبوت صحیح بخاری شریف میں موجود ہے ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو رمضان میں زکوٰۃ الفطر کے مال کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا تو ایک ایسا شخص جس کے حالات کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ کچھ نہ جانتے تھے یعنی یہ شخص حضرت ابو ہریرہؓ کے نزدیک مجہول تھا تین روز تک چوری کے لئے آتا رہا اور حضرت ابو ہریرہؓ اسے مسلسل پکڑتے رہے اور وہ شخص حیلے بہانے کر کے اپنے آپ کو چھڑواتا رہا لیکن آخری روز جب حضرت ابو ہریرہؓ نے اسے چھوڑنے سے انکار کر دیا تو اس مجہول راوی نے کہا کہ تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں کچھ ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا کہ وہ کلمات کون سے ہیں تو اس مجہول راوی نے کہا کہ جب تم بستر پر آؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو ساری رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تمہاری حفاظت کرتا رہے گا۔ پھر صبح کو حضرت ابو ہریرہؓ نے جب یہ تمام قصہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَمَا اِنَّہٗ قَدۡ صَدَقَکَ وَ ھُوَ

كَــذُوبٌ. : یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا (اے ابو ہریرہؓ) اس نے تم سے بات سچی کی ہے، حالانکہ وہ راوی خود کذاب ہے پھر اس کے بعد آپؐ نے پوچھا تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُذْ ثَلاثِ لَيَالٍ يَّا اَبَاهُرَيْرَةَ؟ اے ابو ہریرہؓ تمہیں یہ معلوم ہے کہ تین راتیں تم کس سے باتیں کرتے رہے ہو؟ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا نہیں، تو آپؐ نے فرمایا ذَاكَ شَيْطَانٌ، وہ شیطان تھا (صحیح بخاری)۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے نزدیک یہ راوی مجہول تھا کیونکہ نبی ﷺ کے پوچھنے پر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں اسے نہیں جانتا میں اس کے حالات سے واقف نہیں ہوں اس لئے حضرت ابو ہریرہؓ کے نزدیک یہ راوی مجہول ہوا۔ لیکن آپ ﷺ نے اس کذاب کی سچی بات کو حق مان کر اپنے ماننے والوں کو یہ سبق دیا کہ اگر کذاب راوی بھی سچی بات کہتا ہے اسے مان لینا چاہیئے یہ کہہ کر سچی بات کا انکار نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ بات بتانے والا راوی مجہول یا کذاب ہے اس لئے ہم نہیں مانیں گے۔ اس کذاب راوی کی بتائی ہوئی بات پر پوری امت آج تک عمل کر رہی ہے لیکن ہے کسی میں یہ کہنے کی ہمت کہ جی یہ تو دنیا کے سب سے بڑے کذاب راوی کی بتائی ہوئی بات ہے اس لئے ہم اس بات کو نہیں مانتے۔ اب ہم آتے ہیں اس حدیث مبارکہ کی طرف جس کی سند میں مدرسہ بنوری ٹاؤن کراچی کے سند یافتہ عالم صاحب نے اعتراض کر کے اس سجدہ کا انکار کیا ہے حدیث ملاحظہ فرمائیں

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فُضِلَتْ سُوْرَةُ الْحَجِّ لِاَنَّ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَاُهُمَا

(ترمذی جلد اول باب ۴۰۰ حدیث نمبر ۵۶۰)

حضرت عقبہ بن عامرؓ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! سورہ حج کی اس لئے فضیلت ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں (اور پھر آپ نے فرمایا) جو شخص یہ سجدے نہ کرے اسے چاہیئے کہ وہ ان کی تلاوت نہ کرے۔

اس حدیث کے بارے میں عالم صاحب نے لکھا ہے کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو ضعیف

قرار دیا ہے۔ حالانکہ ترمذی شریف میں یہ الفاظ ہیں ہی نہیں جس میں امام ترمذی نے یہ فرمایا ہو کہ هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ: اس لئے الفاظ بدل دینا تحریف کہلاتا ہے اور اس حدیث میں بھی عالم صاحب نے تحریف کردی اور احادیث میں تحریف کرا کے لوگوں کو بھلانا یہ عالم صاحب کی پرانی عادت ہے کیونکہ اسی عالم صاحب نے کچھ عرصہ پہلے ایک کتاب بنام حنفی پاکٹ بک لکھی تھی اس کتاب میں بھی اس عالم صاحب نے احادیث مبارکہ میں تحریف کی تھی جب میں نے اس تحریف کی نشاندہی کر کے عوام کے سامنے پیش کی تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ عالم صاحب جواب میں اپنی سچائی میں دلائل پیش کرتے لیکن اپنی سچائی میں ثبوت پیش کرنے کے بجائے عالم صاحب ناراض ہو گئے اور ناراض بھی اتنے سخت ہوئے کہ مجھے موبائل فون پر قتل اور اغوا کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں اور مجھ پر پولیس میں بھی رپورٹ کروائی۔ کیا حق والوں کی یہی نشانی ہے؟ کہ جواب میں دلائل پیش کرنے کی بجائے دھمکیاں دینا شروع کر دیں؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ قرآن مجید گواہ ہے کہ جب ابراہیمؑ نے حق بیان کیا تو باطل نے اپنی سچائی میں دلائل دینے کے بجائے دھمکیاں دیں، آگ میں ڈالا، ملک سے نکالا۔ موسیٰؑ نے جب حق بیان کیا تو باطل نے اپنی سچائی میں دلائل دینے کے بجائے دھمکیاں دیں اور بالآخر باطل نے انہیں قتل کرنے کے لئے ان پر فوج کشی کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب حق بیان کیا تو باطل نے اپنی سچائی میں دلائل دینے کے بجائے دھمکیاں دینا شروع کر دیں آپ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے آخر کار آپ ﷺ کو اپنا وطن، حتیٰ کہ بیت اللہ شریف کو بھی چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر باطل کو شکست دی اور حق والوں کی مدد کی اور حق کو غالب کیا بالکل اسی طرح الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے ہر محاذ پر میری بھی مدد فرمائی اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز حق غالب ہو کر ہی رہے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حق والوں کا کام ہے دلائل پیش کرنا اور باطل کا کام ہے ڈرانا، دھمکانا اور تکلیفیں پہنچانا۔

خیر، اب ہم آتے ہیں اس حدیث پر امام ترمذی کی وضاحت پر۔ امام ترمذی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا فَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ ابْنِ خَطَّابٍ وَابْنِ عُمَرَ اَنَّهُمَا قَالَ فُضِّلَتْ سُوْرَةُ الْحَجِّ لِاَنَّ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ وَ بِهٖ يَقُوْلُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَ اَحْمَدُ وَ اِسْحٰقُ وَرَاٰى بَعْضٌ فِيْهَا سَجْدَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ (ترمذی جلد اول باب ۴۰۰ حدیث ۵۶۰)	امام ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے اس کی سند میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ لیکن ایک اور روایت ہے جس میں حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سورۂ حج کی فضیلت اس لئے ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں اور اس کے علاوہ حضرت ابن مبارکؒ، حضرت امام شافعیؒ حضرت احمدؒ اور حضرت اسحٰقؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ سورۂ حج کی اس لئے فضیلت ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سورۂ حج میں ایک سجدہ ہے اور یہ سفیان ثوریؒ، مالکؒ اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

محترم قارئین کرام: امام ترمذی کی اس تشریح پر غور فرمائیں آپ کو پوری عبارت میں یہ نہیں ملے گا جس میں امام ترمذی نے یہ فرمایا ہو کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ البتہ جو فرمایا کہ اس کی سند قوی نہیں ہے اس کی وجہ بھی بیان فرمادی ہے وہ یہ کہ اہل علم کا اس کی سند میں اختلاف ہے۔ اس کے علاوہ ایک اصول یہ بھی ہے کہ جو حدیث کئی راویوں سے ملتی ہو تو اس کا ضعف جاتا رہتا ہے اور پھر اس حدیث کی سند قوی ہو جاتی ہے اسی لئے امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو قوی کرنے کے لئے آگے اور راوی بیان فرمادیئے کہ اسی حدیث کو حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابن مبارکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت احمدؒ اور حضرت اسحٰقؒ نے بھی بیان کیا ہے اور یہ بھی وضاحت فرمادی کہ اس سجدہ کا انکار کرنے والے اہل کوفہ ہیں۔ اور کوفہ ایسی سرزمین پر واقعہ ہے جس کے لئے صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں برکت کی دعا کی درخواست پیش کی لیکن آپ ﷺ نے تین مرتبہ ان کی

درخواست کو رد کردیا اور اس زمین کے لئے دعا نہیں مانگی بلکہ فرمایا اس زمین سے تو فتنے نکلیں گے اور شیطان کا سینگ نکلے گا (صحیح بخاری کتاب الفتن) اور کیونکہ مذہب حنفی بھی کوفہ کی ہی پیداوار ہے اسی لئے تو حنفی مذہب والے اہل کوفہ ہی کے قول کو مانتے ہوئے یہ سجدہ نہیں کرتے۔ اور اس کے علاوہ عالمی ادارہ دارالسلام والوں کی شائع کردہ ابوداؤد میں بھی اس حدیث کی سند کو حسن لکھا ہے (ابوداود جلد دوم حدیث ۱۴۰۲) اس کے علاوہ ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَقْرَاَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ وَ فِي سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مجھے قرآن میں پندرہ سجدے پڑھائے ہیں ان میں سے تین مفصل اور دو سجدے سورہ حج میں ہیں۔

اس حدیث کے بارے میں عالم صاحبؒ نے لکھا ہے کہ اس کا راوی مجہول ہے۔
لہٰذا اس کا جواب میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ (صفحہ نمبر ۳ پر ملاحظہ فرمائیں)
غور طلب بات یہ ہے کہ ہم پیش کرتے ہیں کہ سورہ حج آیت نمبر ۷۸ میں سجدہ لکھا ہوا ہے تو جواب میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ حدیث میں یہ سجدہ نہیں ہے۔ حدیث کے لغوی معنی بات ہے اور شرعی اصطلاح میں نبی ﷺ کے قول یا فعل کو حدیث کہا جاتا ہے اس لئے پھر جب ہم پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ سجدہ ہے تو پھر یہ لوگ غیر نبی کو پیش کرتے ہیں کہ فلاں شخص یہ سجدہ نہیں کرتا تھا تو پھر ہم پیش کرتے ہیں کہ غیر نبی میں حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ، امام شافعیؒ، امام ابن مبارکؒ، امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ یہ تمام راوی فرماتے ہیں کہ سورہ حج میں دو سجدے ہیں تو پھر جواب میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ اہل کوفہ کا قول ہے کہ سورہ حج میں ایک سجدہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی رسول اللہ ﷺ، حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عقبہؓ، حضرت عمروؓ کی بات کو مان کر یہ سجدہ قبول کرلو لیکن عالم صاحب کہتے ہیں کہ کوفہ والوں

کے قول کو مانتے ہوئے ہم یہ سجدہ نہیں کریں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے راویوں کی بات کو مان کر یہ سجدہ قبول کرلو لیکن وہ کہتے ہیں کہ کوفہ کہ راویوں کی بات کو مانتے ہوئے ہم یہ سجدہ نہیں کریں گے۔

اب فیصلہ عوام کے پاس ہے کہ وہ قرآن مجید، رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی بات کو مان کر سورہ حج کی آیت نمبر ۷۸ والا سجدہ کرنا شروع کردیں یا پھر اہل کوفہ کے قول کو مانتے ہوئے اس سجدہ کا انکار کردیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سمجھنے، حق قبول کرنے، حق پر عمل کرنے اور حق کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

فقط

عبدالحمید

راشد لائبریری مسلم روڈ، کمبوہ محلہ شہدادکوٹ سندھ
فون 0301-3291314
ذوالحج ۱۴۳۱ھ نومبر ۲۰۱۰ء